© rasailojaraid.com

ڈاکٹر مریم طارق

رشتوں کی پہچان

زندگی کے ہر پہلو کی طرح رشتوں کو بھی سرمایہ داری کے اصول گھن کی طرح چاٹ رہے ہیں۔ آج تیز رفتار دنیا کے معیار کے مطابق کامیاب وہی ہے جو ہر قدم ''اپنے فائدے'' کو مدنظر رکھ کر اٹھائے۔ رشتوں کی بابت بھی معیار دوہرے ہیں حق سب کو ازبر ہیں فرض کسی کو یاد نہیں۔

والد ضروریات اور خواہشات کی قیمت ادا کرنے کے لیے قدرت کی طرف سے دیا گیا بینک ہے۔ ماں ہسپتال کی طرح ہیں جہاں اپنی تکلیف اور پریشانیاں جمع کرا کے سکون اور شفا مل جاتی ہے۔ شادی وہاں ہوں جہاں آنے والی زندگی کے لیے تمام آسائشوں کا سامان میسر ہو۔ دوست ایسے ہوں جو مشکل پڑنے پر کام آسکیں۔ لیکن خود کبھی والد کا سہارا نہ بننا پڑے کیونکہ آج کی مہنگی زندگی میں ایک شخص کے لیے اتنے بڑے خاندان کی کفالت ممکن نہیں۔ والدہ کی خواہش اور مرضی کو اہمیت دینا ضروری نہیں کیونکہ زندگی مَیں نے گزارنی ہے تو مرضی بھی میری ہی ہونی چاہیے۔ جہیز اور مہر اتنا ہو کہ میری زندگی کی سیکورٹی بن سکے اور آج زمانہ ایسا ہے کہ کسی کی مدد کرنا خود مشکل میں پڑنے کے مترادف ہے اس لیے بہتر ہے جو مشکل میں ہے سَو رہے، اپنا سر اوکھلی میں نہیں دینا چاہیے۔

آج کی نسل یہ نہیں جانتی کہ رشتے پتنگ کی ڈور نہیں ہوتے۔ آپ کسی اور کو ڈور تھما کر ''ذرا سنبھالنا میں آیا'' کہہ کر break نہیں لے سکتے، ناپسندیدہ فون کال کی طرح نظر انداز نہیں کیے جاسکتے اور جواب طلب message کو ''seen'' کر کے چھوڑ نہیں سکتے۔ رشتے زندگی کے ساتھ جڑے ہوتے ہیں اس لیے جب تک زندگی رہتی ہے رشتے قائم رہنے چاہییں کیونکہ رشتے زندگی کے لیے اسی طرح اہم ہوتے جیسے ہوا۔ سانس لینے اور زندہ رہنے کے لیے ہوا لازمی ہے لیکن ہمیں تب تک ہوا کی اہمیت کا ادراک نہیں ہوتا جب تک کہ کمرے میں گھٹن بڑھ نہ جائے اور ہوا، روشنی کی آمد کے لیے کوئی روزن کوئی روشن دان میسر نہ ہو۔ رشتے سچے ہوں تو کٹھن تاریک حالات میں امید کی روشنی دکھاتے ہیں، سہارا بنتے ہیں، کندھوں کا بوجھ نہ بھی بانٹ سکیں، دل کا بوجھ ضرور ہلکا کرتے ہیں۔

رشتے ریشم کی مانند ہیں۔ ریشم انتہائی قیمتی ہوتا ہے اور نازک بھی۔ خواہ کتنا ہی خالص اور خوشنما ریشم ہو، ذرا سی غفلت برتی اور الجھ کر سارے کا سارا بے کار۔ ثابت ہوا رشتوں کے ٹوٹنے کی وجہ خلوص کا ختم ہو جانا نہیں بلکہ احساس اور نگہداشت کا ختم ہو جانا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلوص نہ ہوتو رشتے قائم ہی نہیں ہو سکتے ۔لیکن رشتے خواہ کتنے ہی خلوص سے کیوں نہ قائم کیے گئے ہوں اگر روز محبت اور احساس کی خوراک نہ پائیں تو ٹوٹ جاتے ہیں۔ بالکل ویسے ہی جیسے اعلیٰ نسل کا پودا زرخیز ترین زمین میں لگایا جائے مگر پھر اسے پانی نہ ملے اور دشمن جڑی بوٹیوں سے بچایا نہ جائے تو پودا مرجھا کر مر ہی جاتا ہے۔اسی طرح رشتے بھی محبت کا احساس نہ دلانے پر گھٹ گھٹ کر مر جاتے ہیں۔اور اگر رشتے انسان کی موت سے پہلے ختم ہو جائیں تو گویا یہ طبعی موت نہیں بلکہ قتل اور خودسوزی ہے۔قتل اس وقت جب دوسرے بھول جائیں اور خودسوزی اس وقت جب انسان اس لیے بھلا دے کہ ''وہ یاد نہیں کرتے تو میں کیوں کروں''۔

اس لیے روزمرہ کے کام نمٹاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے کاموں سے اپنے پیاروں کو اس بات کا احساس دلاتے رہیں کہ وہ آپ کو بہت پیارے ہیں، آپ اپنی مصروفیات کے باوجود ان کی مشکلات سے انجان اور ناواقف نہیں۔اگر آپ ہاتھ بڑھا کر انکے لیے کچھ نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنے الفاظ سے ''حرف تسلی'' والا کام لیں۔الفاظ کے دانت نہیں ہوتے مگر یہ کاٹ لیتے ہیں۔مشکل میں پھنسے انسان کو آپ کے طعنے اور بلا ضرورت مشورے تکلیف میں اضافے کے علاوہ کچھ نہیں دیتے۔الفاظ اسفنج کی طرح بھی ہو سکتے ہیں جو تکلیف اور درد کو اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں، مرہم کی طرح ہوتے ہیں جو زخم کو بگڑ کر ناسور بننے سے بچا لیتے ہیں۔لہٰذا زخم پر نمک نہ چھڑکیں بلکہ مرہم رکھیں۔

بہت اہم رشتے کو چھوٹی سی غلط فہمی ویسے ہی نقصان پہنچاتی ہے جیسے انسان کے بہت مضبوط جسم کو چٹکی بھر زہر مار دیتا ہے۔اس لیے رشتوں میں انا کی دیواریں کھڑی نہ کریں۔اپنی غلطی مان کر معافی مانگ لینی چاہیے کیونکہ تکرار میں ہار مان لینے والے رشتے نبھانے کے مقابلوں میں سرخرو ہو جاتے ہیں۔

جیہڑے لو کی جُھک جاندے نے　　درد اوہناں دے مک جاندے نے
لالچ کدے نئیں مکدا یارو!　　دانے آخر مک جاندے نے

© rasailojaraid.com